# مسلم معاشرہ میں کام کا طریقہ

پاکستان [ میں ] نظامِ زندگی کی شکل کا تعین بالکل مسلمانوں کی رائے عام پر منحصر ہوگیا، در آں حالیکہ متحدہ ہندوستان میں وہ غیر مسلموں کی رائے پر منحصر تھا۔ اور اس فرقِ عظیم کے واقع ہو جانے کے بعد یہ ضروری ہوگیا کہ ہم اسلامی نظامِ زندگی کے لیے اس غالب مسلم آبادی کے ملک میں کام کرنے کا ڈھنگ اس ڈھنگ سے مختلف اختیار کریں جو ہم کو غالب غیر مسلم آبادی کے ملک میں اس کام کے لیے اختیار کرنا پڑ رہا تھا۔ اگرچہ مسلمانوں کی اعتقادی اور اخلاقی کمزوری کو نظرانداز کر کے محض "مسلمان" ہونے کے مفروضے پر ایک عمارت کھڑی کر دینا بڑی حماقت ہے، لیکن اس سے کچھ کم درجے کی حماقت یہ بھی نہیں ہے کہ اسلام کے لیے ان کی عقیدت، اور اس کے ساتھ ان کی جذباتی وابستگی، اور اس کی طرف ان کے فطری میلان و رجحان کو نظرانداز کر کے آدمی ان کے درمیان اس طرح کام کرنے لگے جس طرح کسی منکرِ اسلام یا مخالفِ اسلام آبادی میں کیا جاتا ہے۔

کسی ملک میں ایک غالب مسلم آبادی کی موجودگی اسلامی نظام کے حق میں رائے عام تیار کرنے کے جو مواقع بہم پہنچاتی ہے، ان سے فائدہ نہ اٹھانا اور زمامِ کار کی تبدیلی کے لیے جدوجہد کے جو راستے اس میں کھل سکتے ہیں انھیں بند سمجھ لینا کسی صاحبِ عقل آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ کم سے کم فائدہ جو اس چیز سے اٹھایا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ جس دوران میں معاشرے کو ذہنی اور اخلاقی حیثیت سے نظامِ حق اور امامتِ صالحہ کے لیے تیار کرنے کی کوششیں کی جارہی ہوں، عوامی جذبات کو ان کوششوں کی پشت پناہ بنائے رکھا جائے، تاکہ قیادتِ فاسقہ انھیں روکنے اور برباد کرنے کے لیے کوئی طوفان نہ اٹھا سکے اور نظامِ باطل کی جڑیں جمنے نہ پائیں۔ لیکن اگر عقل سے کام لیا جائے تو اس کا یہ فائدہ بھی اٹھایا جاسکتا ہے کہ تعمیری مساعی اور عوامی تحریک، دونوں متوازی چلتی رہیں، تاکہ عوامی تائید جتنی بڑھتی جائے اسی رفتار سے نظامِ باطل کو پیچھے ہٹانے اور نظامِ حق کو آگے بڑھانے کا تدریجی عمل جاری رکھا جاسکے، اور بالآخر یہ دونوں قسم کی کوششیں ایک نتیجہ پر تمام ہوں۔

(ایک ہندستانی حصہ ۱)